Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:7 (1967)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

(مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظم دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

بعض مسلمانوں کی کھیتی جلانے کا حُکم دیا

حضرت عمرؓ نے سیاستِ شرعیہ کے تحت بعض مسلمانوں کی کھیتی جلانے کا حکم دیا:-

ان المسلمین زرعوا بالشام فبلغ عمر بن الخطاب فامر باحراقه [1]

مسلمانوں نے "شام" میں کھیتی کی جب یہ خبر عمرؓ کو پہنچی تو اس کے جلانے کا حکم دے دیا۔

یہ روایت مرسل ہے اس میں "اسد" راوی ضعیف ہے ممکن ہے یہ حکم اس وقت دیا ہو جبکہ ہر ایک کا وظیفہ مقرر کرکے مسلمانوں کو کھیتی باڑی کرنے سے روک دیا تھا جیساکہ اوپر گزر چکا ہے۔

اس قسم کے ہر اقدام اور سیاستِ شرعیہ کے ہر فیصلہ کے لئے قرآن و سنت سے دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اس قدر کافی ہے کہ مصلحتِ عامہ سے اس کا تعلق ہو۔ اور اصولِ کلیہ پر زد نہ پڑتی ہو۔

ان السیاسة فعل ینشئ من الحاکم لمصلحة یراھا وان لم یرو بذلك الفعل دلیل خبری۔ [2]

سیاست وہ فعل ہے جس کو حاکم مصلحت کے پیش نظر مناسب سمجھ کر کرتا ہے اگرچہ اس فعل کی کوئی دلیل نہ مروی ہو۔

جس درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی اُس کو کاٹنے کا حُکم دیا۔

حضرت عمرؓ نے اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں بیعت لی تھی:-

امر عمرؓ بن الخطاب بقطع الشجرة التی بویع تحتھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقطعھا لانھم کانوا یذھبون یصلون تحتھا فخاف علیھم الفتنة [3]

حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ درخت کاٹ دیا گیا، جس کے نیچے لوگوں نے رسول اللہؐ سے بیعت کی تھی کیونکہ لوگ جا کر اس کے نیچے نماز پڑھتے تھے جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو گیا تھا۔

---

[1] المعلی ج ۸ احکام المزارعة والمساقات ص ۶۱۱ ۔ [2] جامع التعزیر الخاتمة فی السیاسة ص ۱۰۹

آثار و مظاہر سے محبّت طبعی امر ہے جس کی رعایت ضروری ہے اور کبھی اس قدر عقلی بن جاتی ہے کہ ہر ہوش مند اس کے ذریعہ دینی کاز کو تقویت پہنچاتا ہے، لیکن عام حالت میں یہ محبّت اگر اس حد تک تجاوز کر جائے کہ شرعی احکام کے مراتب نہ قائم رہ سکیں یا سیاسی بازیگر اس سے کھیلنا شروع کر دیں تو دینی لحاظ سے مستقل فتنہ بن کر ہلاکت و بربادی کا پیغام ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ عمرؓ کا قول ہے:-

انما هلك من كان قبلكم بهذا يتبعون آثار انبيائهم فاتخذوها كنائس وبيعا [4]	تم سے پہلے لوگ اس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے انبیاء کے آثار کی اتباع کرتے تھے پھر ان کو عبادت خانے بنا لئے۔

فتنۂ ارتداد کا زمانہ ختم ہو چکا تھا جس میں "سندانِ عشق" کی نمود ضروری تھی اور ابوبکرؓ یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ "اگر رسّی کی زکوٰۃ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اور مجھے نہ دیں گے تو میں جہاد کروں گا۔ اب "جامِ شریعت" کی حفاظت کا زمانہ تھا جس میں "جام و سنداں باختن" کا مظاہرہ ناگزیر تھا۔ اور عمرؓ درخت کو کاٹ دینے میں حق بجانب تھے۔ کہاں معمولی رسّی کی زکوٰۃ نہ دینے پر جہاد کا اعلان اور کہاں ذاتِ اقدسؐ سے مشرف درخت کے نیچے نماز پڑھنے پر ہلاکت و بربادی کا پیغام؟

اس قسم کے واقعات سے جس طرح حالات و زمانہ کی رعایت کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ "ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن"۔

دفاتر قائم کرکے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے۔

حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت دفاتر قائم کئے اور لوگوں کے وظیفے مقرر کئے۔ خالد بن ولید نے تجویز پیش کی:

قد كنت بالشام فرايت ملوكها دوّنوا ديوانا وجند واجنودا [5]	میں نے شام میں بادشاہوں کو دیوان مرتب کرتے اور فوج بھرتی کرتے دیکھا ہے۔

ابوسفیان نے یہ اعتراض کیا:

اديوان مثل ديوان بني الاصفر انك ان فرضت للناس اتكلوا على الديوان وتركوا التجارة فقال عمر لابد من هذا فقد كثر فئ المسلمين [6]	کہ کیا آپ رومیوں جیسے دفاتر قائم کریں گے؟ اس کے بعد لوگ اپنے وظیفوں پر تکیہ کر لیں گے اور تجارت چھوڑ دیں گے؟ عمر نے کہا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے "فے" کا مال کثیر ہو گیا ہے

---

[4] ایضاً۔ [5] الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلی فصل فی وضع الدیوان صـ ۲۲۱۔ [6] فتوح البلدان ذکر العطاء فی

یہ بھی واضح رہے کہ "دیوان" فارسی زبان میں شیاطین کا نام ہے۔

والدیوان بالفارسیة اسم للشیاطین۔[7]

اور بعض نے دیوان کو "دیوانہ" کا مخفف کہا ہے۔[8]

دفاتر قائم کرکے وظیفہ مقرر کرنے میں دو دشواریاں تھیں۔(۱) رومیوں سے مشابہت اور (۲) خود کار ذریعۂ معاش سے بے رغبتی لیکن حضرت عمرؓ نے حالات وضرورت کی رعایت سے اس کو ناگزیر سمجھا اور لوگوں کو دفتری نظام میں جکڑ کر بڑی حد تک ان کی آزادی سلب کرلی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ عام قانون جاری کرکے مسلمانوں کو کھیتی باڑی سے روک دیا تھا اور شام میں کچھ لوگوں کی کھیتی بھی جلا ڈالی تھی۔

حضرت عمرؓ نے اس نظام کو یہاں تک ترقی دی کہ "العوالی" کے حکام سے وہاں کے لوگوں کی فہرست طلب کی اور ان کے وظیفے مقرر کئے۔ نیز نومولود شیر خوار بچوں کا وظیفہ دودھ چھڑانے کے بعد سے مقرر کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ مائیں وظیفہ کی وجہ سے دودھ چھڑانے میں جلدی کررہی ہیں تو پیدا ہونے کے بعد ہی سے وظیفہ کا حکم دے دیا۔[9]

شخصی آزادی اور انفرادی ملکیت دو بڑے "بت" ہیں جن کی مدد سے ایک طبقہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر عیش کرتا ہے اور دوسرا طبقہ محنت ومشقت کے باوجود نانِ جویں کا محتاج رہتا ہے۔

بدقسمتی سے ذرائع پیداوار کی تنظیم میں ان دونوں "بتوں" کو مذہب کا سرٹیفکیٹ حاصل ہوگیا ہے جس کی بناء پر سرمایہ داروں کو مزید تقویت حاصل ہوگئی ہے۔ جب کبھی حالت وضرورت کی بناء پر اجتماعی کاشت وتنظیم کا ذکر آتا ہے تو فوراً یہ کہہ کر مخالفت شروع کردی جاتی ہے کہ اس میں لامذہبیت سرایت کی ہوئی ہے جو باہر سے برآمد کی گئی ہے گویا اسلام نے اس سلسلہ میں کوئی رہنمائی نہیں کی اور تنظیم وتقسیم میں حالت وضرورت کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے حالانکہ قاضی ابو یوسف ہارون الرشیدؒ سے کہتے ہیں:۔

وکل ما رأیت ان اللہ تعالیٰ یصلح بہ	جس "اقدام" میں آپ سمجھیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ
امر الرعیة فافعلہ ولا تؤخرہ فانی	رعایا کے امور کی اصلاح کرے گا اس میں تاخیر نہ کیجئے
ارجو ان یکون ذلک موسعا علیہ[10]	مجھے امید ہے کہ اس میں وسعت ہے۔

---

[7] الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلی وضع الدیوان صد ۲۲۱ [8] الاحکام السلطانیہ للماوردی وضع الدیوان

[9] فتوح البلدان ذکر العطاء [10] کتاب الخراج لابی یوسف فصل وسالت من ای وجہ تجری الخ صد ۱۱۵

بس اس قدر کافی ہے کہ وہ "اقدام" مصلحت پر مبنی اور مقاصدِ شرع سے ہم آہنگ ہو نیز کسی اصل و دلیل کے منافی نہ ہو:

الملاءمة لمقاصد الشرع بحیث لا تنافی اصلا من اصوله ولا دلیلا من دلائله [۱۱]	مصلحت مقاصدِ شرع کے مناسب ہو اور کسی اصل و دلیل کے منافی نہ ہو۔

عدل و توازن برقرار رکھنے اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے مالداروں پر طرح طرح کے ٹیکس لگانے کی اجازت ہے [۱۲]۔ غلّہ اور پھل وغیرہ سے اتنی مقدار وصول کرنے کی اجازت ہے کہ کوئی محروم اور متوحش نہ ہونے پائے [۱۳]۔

کیلا یؤدّی تخصیص الناس الی ایحاش القلوب۔ [۱۴]	تاکہ پھل وغیرہ میں لوگوں کی تخصیص قلوب کے متوحش بنانے تک نہ پہنچائے۔

حالانکہ پہلے لوگوں سے یہ سب صراحتہً منقول نہیں ہے:

وانما لم ینقل مثل هذا من الاولین لاتساع مال بیت المال فی زمانهم بخلاف زماننا فان القضیة فیه احریٰ [۱۵]	چونکہ پہلے سرکاری خزانہ میں زیادہ مال تھا اس لئے یہ سب اوّلین سے منقول نہیں ہے بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ معاملہ اس میں زیادہ وسیع ہے۔

جب شخصی آزادی و ملکیت پر اس قدر تصرفات ثابت ہیں تو اگر موجودہ دور میں اجتماعی کاشت و تنظیم سے لوگوں کی محرومی اور وحشت دُور ہوتی ہے تو شریعت میں اس کی کیوں کر اجازت نہ ہوگی؟ اور اجازت میں حدود و قیود کی پابندی کے ساتھ لامذہبیت کیسے سرایت کر جائے گی؟

اگر "جدید" کا صراحتہً ذکر نہیں ہے (اور ہونا بھی نہ چاہیئے) تو اس سے اسلام کی جامعیت پر کوئی حرف آتا ہے۔ اور نہ تنگ دل و تنگ نظر بننے کا کوئی موقع نکلتا ہے۔ خود صحابہ کرامؓ کو ایسے موقع پر صراحت کی تلاش ہوئی ہے اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے بلکہ انھوں نے استدلال و استنباط کو رہبر بنا کر توسیعی پروگرام کو جاری رکھا ہے:۔

---

[۱۱] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح صـ۳۰۷ ۔ [۱۲] ایضاً صـ۲۹۶ ۔ [۱۳] ایضاً ۔ [۱۴] ایضاً ۔ [۱۵] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح صـ۳۰۷ ۔

فانا نعلم ان الصحابة رضی اللہ عنهم حصروا انظارهم فی الوقائع التی لا نصوص فیها فی الاستنباط والرد الی ما فهموه من الاصول الثابتة [16]

ہم جانتے ہیں کہ ان واقعات وحادثات میں جن میں صراحۃً نص نہیں ہے صحابہ کرامؓ نے اپنی نظر کو استنباط اور اصولِ ثابتہ سے جو کچھ سمجھا تھا اس کی طرف لوٹانے میں منحصر رکھا۔

جو حضرات اخلاق وعبادات کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اپنے انداز سے ایک کام کر رہے ہیں، لیکن جو لوگ اسلام کو نظامِ حیات کی شکل دینے اور نشاۃ ثانیہ کی نوک پلک درست کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں ان کو بہر صورت حالات کی نبض پر انگلی رکھنے اور زمانہ کا تیور پہچانے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں نے مذہب کی رہنمائی میں حالات و زمانہ سے بے اعتنائی برتی اور زکوٰۃ وصدقات کے تفصیلی احکام بیان کرکے اسلام کے معاشی نظام سے فارغ ہو گئے تو ملّت کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے اصل ذمہ دار یہ لوگ قرار پائیں گے۔

خراج کا نظام قائم کیا حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت "خراج" کا نظم قائم کیا حالانکہ اس سے پہلے ثبوت نہیں ملتا ہے۔ خراج کے نظم میں زیادہ استفادہ رومی و ایرانی دنیا سے کیا گیا تھا جیساکہ علامہ ماوردی کہتے ہیں:

وکان السواد فی اول ایام الفرس جاریا علی المقاسمۃ الی ان مسحہ ووضع الخراج علیہ قباد بن فیروز [17]

سواد عراق میں ایرانی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں پیداوار کی بٹائی کا طریقہ رائج تھا۔ قباد بن فیروز نے زمین کی پیمائش کرا کے اس پر لگان مقرر کیا۔

اسی طرح شام میں ایک قدیم یونانی بادشاہ کا قانون نافذ تھا جس نے پیداوار کے لحاظ سے زمین کے مختلف درج قائم کر رکھے تھے اور اسی لحاظ سے مختلف قسم کی شرح لگان مقرر کر رکھی تھی۔ [18]

نیز مصر میں رومیوں کا قانون لگان نافذ تھا اور لگان کے علاوہ غلّہ کی ایک کثیر مقدار پایۂ تخت لئے وصول کی جاتی تھی۔ [19]

حضرتِ عمرؓ نے خراج کو باقی رکھا اور ظلم وستم کے طریقوں اور کاشت کاروں کے ساتھ زیادتی پر

---

[16] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح ص۳۲۳ فصل فاذا تقرر ہذا فلنرجع الخ

[17] الاحکام السلطانیہ للماوردی ص۱۲۴ ۔ [18] الفاروق ج۲ شام ۔ [19] کتاب الخطط للمقریزی ص۱۲۰

مبنی قوانین وضوابط کو ختم کر دیا۔[20]

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر مذہب قدیم تنظیم کا نام ہوتا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکسوں کے بارے میں ایک بات طے فرما دیتے اور خراج کا نظام قائم کرنے میں رومیوں اور ایرانیوں سے استفادہ کی ضرورت نہ ہوتی۔

نہ صرف خراج کو باقی رکھا بلکہ سہولتِ کار اور باشندوں کی رعایت سے دفاتر کی زبان میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ولم یزل دیوان الشام بالرومیة حتی ولی عبد الملک[21]	شام کا دفتر ہمیشہ رومی زبان میں رہا یہاں تک کہ عبد الملک خلیفہ ہوئے۔
لم یزل دیوان خراج السواد وسائر العراق بالفارسیة فلما ولی الحجاج[22]	سواد اور پورے عراق کے خراج کا دفتر فارسی زبان میں حجاج کے زمانہ تک رہا۔

اور سابق افسران کو بھی بڑی حد تک بحال رکھا[23]

ایک کے قتل میں جماعت کے قتل کا حکم دیا | حضرت عمرؓ نے سیاستِ شرعیہ کے تحت شخصِ واحد کے قتل میں شریک جماعت کو قتل کرنے کا حکم دیا حالانکہ یہ نص سے ثابت نہیں ہے۔

علامہ شاطبیؒ کہتے ہیں:

یجوز قتل الجماعة بالواحد والمستند فیہ المصلحة المرسلة اذ لا نص علی عین المسألة لکنه منقول عن عمر بن الخطاب[24]	ایک کے بدلہ جماعت کا قتل کرنا جائز ہے اور مستند، اس میں مصلحت مرسلہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی نص نہیں، لیکن حضرت عمرؓ سے یہ منقول ہے۔

توسیعی پروگرام کے لئے مستقل مجلس قائم کی | حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کو چلانے کے لئے مستقل مجلس قائم کر رکھی تھی جس کے ارکان میں حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف، حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت ابیؓ بن کعب، حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ اکابر شامل تھے۔[25]

---

[20] تفصیل کے لئے راقم کی کتاب اسلام کا زرعی نظام ملاحظہ ہو۔

[21] و [22] فتوح البلدان نقل دیوان الرومیہ صہ ۲۰۱ ونقل دیوان الفارسیہ صہ ۳۰۸۔ [23] الخطط للمقریزی صہ ۱۲۳

[24] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح صہ ۳۰۲۔ [25] کنز العمال ج۳ کتاب الخلافة مع الامارة من قسم الافعال صہ ۱۳۴۔

اس کے علاوہ ایک اور مجلس تھی جو اکابر مہاجرین پر مشتمل تھی اور اس میں روزانہ انتظامات و ضروری معاملات پر گفت گو ہوتی تھی۔

کان للمھاجرین مجلس فی المسجد فکان عمر یجلس ویحدثھم عما ینتھی الیہ من امر الآفاق۔[۲۶]

مسجد میں مہاجرین کی ایک مجلس تھی حضرت عمرؓ ان کے ساتھ بیٹھتے اور مملکت کی خبروں سے مطلع کرکے ان سے گفت گو کرتے تھے۔

نو پیدا شدہ مسائل جن میں مشورہ اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ان کا نام "صوافی الامر" رکھا تھا۔[۲۷]

حضرت عمرؓ نے حالات کی رعایت سے قاضیوں کی زیادہ تنخواہیں مقرر کیں تاکہ باہر کی آمدنی کی ضرورت نہ رہے اور حالات کی رعایت سے یہ قانون مقرر کیا کہ قاضی دولت مند اور معزز شخص ہی کو بنایا جا سکتا ہے کیوں کہ دولت مند سے رشوت نہ لینے کی زیادہ توقع تھی اور معزز سے مرعوب نہ ہونے کی زیادہ امید تھی۔[۲۸]

ماہنامہ "برھان" دہلی بابت جولائی ۱۹۶۶ء سے شکریہ کے ساتھ۔ (مدیر)

---

[۲۶] فتوح البلدان۔ [۲۷] اعلام الموقعین ج۱ من الرای المحمود ص۵۷۔

[۲۸] اخبار القضاۃ لمحمد بن خلف از الفاروق۔

****